پاکستان میں طبع ہونے والی لغاتِ قرآنی

ایک ناقدانہ جائزہ

قاری محمد طاہر

زبان دانی کے لیے لغت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے ذریعے الفاظ کے معانی جاننے میں مدد ملتی ہے۔ عربی زبان کے حوالے سے لغت کی دو اقسام ہیں۔ ایک عام لغت، دوسرے قرآنی لغت۔ اگرچہ دونوں کا تعلق عربی زبان سے ہے لیکن دونوں میں فرق ہے۔ عام لغت عربی زبان کے تمام الفاظ سے بحث کرتی ہے جب کہ قرآنی لغت کا تعلق صرف ان الفاظ سے ہوتا ہے جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہوں۔ ضروری نہیں کہ قرآن مجید میں عربی کے تمام الفاظ ہی مستعمل ہوں۔ اس لیے لغت قرآنی کا موضوع محدود ہے۔ یعنی صرف ان الفاظ کی تشریح وتعبیر جو قرآن حکیم کی ایک سو چودہ سورتوں میں وارد ہوئے ہیں۔

عام قدیم لغات میں لسان العرب، تاج العروس اور قاموس بہت شہرت کی حامل ہیں۔ تاج العروس اصلاً قاموس کی شرح ہے۔ یہ لسان العرب کے بعد مرتب ہوئی۔ لہٰذا تاج العروس سب سے آخری لغت ہے۔ اس میں تمام قدیم لغات کا خلاصہ آ گیا ہے۔ جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

اگرچہ لغت کی عام کتب سے بھی قرآنی الفاظ کے معانی معلوم کیے جاسکتے ہیں تاہم خاص قرآنی الفاظ کے حوالے سے بھی اہل علم نے مستقل کتب لکھیں جن کو قرآنی لغات کہا جاتا ہے۔ اس موضوع پر ماضی بعید میں جن اکابر نے کام کیا ان میں زجاج،

فراء، اخفش، ابوعبیدہ، ابن قتیبہ، ابوعمرو، زاہد ابن درید، ابوبکر ابن الانباری، عزیز جیسے مشاہیر اہل علم شامل ہیں۔ یہ تمام کتب اس وقت ناپید ہیں۔ تاہم اس حوالے سے دستیاب قدیم ترین کتاب علامہ راغب اصفہانی کی ہے۔ جو مفردات امام راغب کے نام سے معروف ہے۔ اس کتاب کو علامہ جلال الدین سیوطی نے اہم ترین کتاب قرار دیا ہے۔ اس کا پورا نام المفردات فی غریب القرآن ہے۔ امام راغب اصلاً اصفہان کے رہنے والے تھے۔ ان کا سن ولادت بھول بھلیوں کا شکار ہے۔ البتہ ان کا انتقال ۵۰۲ھ/ ۱۱۰۸ء میں ہوا اور ان کا بیش تر زمانہ بغداد میں گزرا۔ امام راغب اصفہانی کا پورا نام شیخ ابوالقاسم حسین بن محمد بن افضل ہے اور آپ عام طور پر راغب اصفہانی کے نام سے معروف ہیں۔ علامہ ذھبیؒ نے ان کا تذکرہ طبقات المفسرین میں کیا ہے۔ جب کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے موصوف کو لغت و نحو کا امام بھی کہا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر اہل قلم نے بھی ان کو مختلف علوم و فنون کا امام قرار دیا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام راغب جامع الصفات بلکہ ہمہ صفات علمی شخصیت تھے۔ آپ کی چند اہم تالیفات حسب ذیل ہیں:

۱- محاضرات الادباء ۲- جامع التفسیر
۳- حل متشابہات القرآن ۴- الذریعہ الی مکارم الشریعہ
۵- درۃ التاویل فی غرۃ التنزیل ۶- تحقیق البیان فی تاویل القرآن
۷- کتاب احتجاج القراء ۸- المفردات فی غریب القرآن

لیکن یہ بات مسلم ہے کہ جو قبولیت المفرادت کو حاصل ہوئی وہ دوسری کسی کتاب کو حاصل نہ ہوسکی۔ پاکستان میں اس کتاب کے ان گنت ایڈیشن شائع ہوئے۔ یہ بات بھی پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ وہ تمام حضرات جنھوں نے لغات القرآن پر کام کیا ہے، وہ سب اس میدان میں مفردات امام راغب کی اہمیت کے قائل ہیں۔ بلکہ ہر ایک نے اپنی لغت کی بنیاد اسی کتاب پر رکھی ہے۔ چنانچہ لغات القرآن کے مؤلف عبدالرشید نعمانی جن کو یہ دعویٰ ہے کہ ان کی لکھی لغات القرآن اردو زبان کی پہلی کتاب ہے۔ وہ یہ لکھتے ہیں:

''الفاظ قرآن کے معانی اور ان کی تحقیق میں میرا جو کچھ سرمایہ ہے وہ بڑی حد تک امام راغب اصفہانی کی کتاب مفردات غریب القرآن ہے''۔[1]

اسی طرح مؤلف لسان القرآن مولانا محمد حنیف ندوی نے لکھا ہے کہ:

''ہم نے زیر غور تشریح کے ضمن میں مستند تفاسیر کتب احادیث اور امہات لغت سے بھی خاصی مدد لی ہے۔ جن میں تاج العروس، لسان العرب، مقائیس اللغۃ، اساس البلاغہ اور مفردات امام راغب سرفہرست ہیں''۔[2]

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآنی لغت کے بارے میں قدیم ترین دستیاب علمی کتاب مفردات القرآن ہی ہے۔ جس کے مؤلف حضرت امام راغب اصفہانیؒ ہیں اور قرآنی الفاظ کے معانی متعین کرنے کے لیے عموماً علماء اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تاہم اس موضوع پر دیگر اہل علم نے بھی قلم اٹھایا ہے۔ ان میں چند کتب کا تذکرہ ذیلی سطور میں لکھا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ہم نے اس موضوع کے حوالے سے بحث کو محدود رکھا ہے اور صرف ان کتب کا ذکر کیا ہے جو کہ پاکستان میں طبع ہوئیں۔

لغات القرآن مع فہرست الفاظ (مؤلفہ محمد عبدالرشید نعمانی)

یہ کتاب مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کی تالیف ہے۔ جسے مکتبہ حسن سہیل لاہور نے شائع کیا ہے۔ مؤلف محمد عبدالرشید نعمانی کو اس بات کا ادعا ہے کہ یہ اردو زبان میں لغات قرآن پر پہلی کتاب ہے۔ اس سے قبل اردو زبان میں اس موضوع پر کوئی کتاب لکھی نہیں گئی۔ وہ لکھتے ہیں:

''معلوم ہے کہ اس قسم کی علمی اور تحقیقی تصنیف سے اس وقت تک اردو زبان کا دامن یکسر خالی ہے''۔[3]

اس کتاب کی قدامت یا اولیت کے بارے میں ہم حتمی رائے قائم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ پیش نظر نسخے میں کسی جگہ سن طباعت مذکور نہیں ہے۔ تاہم ہماری معلومات کے مطابق لغت قرآنی کے حوالے سے ایک کتاب شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ نے لکھی۔ اس

کتاب کو مفتی ممتاز علی میرٹھی نے ۱۲۹۸ھ میں اپنے مطبع مجتبائی دہلی سے قرآن مجید کے حاشیہ پر طبع کیا تھا۔ غالباً یہی تصنیف قرآنی لغت کے اعتبار سے پہلی قرار دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ عبدالرشید نعمانی کا زمانہ بہت بعد کا ہے جب کہ شاہ عبدالقادرؒ کا دور حیات قدیم ہے۔ عبدالرشید نعمانی درایتاً اس دور کو نہیں پہنچ پاتے۔[۴]

یہ قرآن مجید میں مذکور ہر لفظ کے لغوی معنی پر بحث کرتے ہیں اور پھر ساتھ ہی اس الفاظ کے بارے میں ان مقامات کی نشان دہی بھی کرتے ہیں کہ جہاں جہاں وہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس معاملے میں انھوں نے نجوم الفرقان کو بنیاد بنایا ہے جو ملاّ مصطفٰے ابن سعید کی تالیف ہے۔ اسے اسلامی اکادمی لاہور نے ۱۹۷۹ء میں شائع کی۔ صاحب لغات القرآن نے بعض پہلے سے متداول قرآنی لغات کے اسقام کا بھی ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے قاری کو دشواری پیش آتی تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ انھوں نے ان اسقام کو دور کردیا ہے۔ اس طرح الفاظ کی تلاش میں آسانی پیدا ہوجاتی ہے۔ چنانچہ انھوں نے ہر لفظ سے متعلق پارہ اور رکوع کا حوالہ درج کردیا ہے۔ وہ علامت پارہ کے لیے (   ) کا نشان لکھتے ہیں۔ اور اس کے اوپر مذکورہ پارہ کا عدد تحریر کرتے ہیں۔ مثلاً ۳ کا مطلب ہوگا تیسرا پارہ اور اس کے نیچے پارہ کا رکوع لکھا ہوگا۔ یعنی (پ ۳/۶) اس کا مطلب ہے تیسرے پارے کا چھٹا رکوع۔

اگرچہ اسی انداز کی ایک فہرست نجوم الفرقان کے نام سے بھی موجود ہے جو عرصہ سے اہل علم میں متداول رہی ہے لیکن صاحب لغات القرآن عبدالرشید نعمانی کا کہنا ہے کہ اس میں بعض الفاظ ملتے ہی نہیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے چند الفاظ کی مثال دی ہے کہ وہ اس میں نہیں ہیں۔ لہٰذا انھوں نے تمام الفاظ کو الگ الگ لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔[۵]

لغات القرآن میں الفاظ قرآنی کے لغوی معنوں سے بحث کی گئی ہے اور ساتھ ہی الفاظ کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ اس طرح لغات القرآن میں لغوی معانی کے ساتھ ساتھ مقامات کی نشان دہی بھی موجود ہے۔ درج ذیل مثالیں ملاحظہ ہوں۔

اَسْلَمُوْا   وہ تابع ہوئے، وہ حکم بردار ہوئے، مسلمان ہوئے۔

اسلام سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۳/۱۰ - پ ٦/۱۱ - پ ۲٦/۱۴ -[٦]

ان تمام علامات سے مراد ہے کہ لفظ اَسْــلَـمُـوْا قرآن مجید میں تین مقامات پر استعمال ہوا۔ یعنی تیسرے پارے کے دسویں رکوع میں، چھٹے پارے کے گیارہویں رکوع میں اور چھبیسویں پارے کے چودھویں رکوع میں۔ اسی طرح:

اَسْمِعْ   کیا خوب سنتا ہے۔ قرآن مجید میں فعل تعجب ہو کر مستعمل ہوا۔

آیت شریفہ ابصربہ واسمع میں ہے (کیا خوب دیکھتا اور سنتا ہے) پ ۱۵/۱٦ -[۷]

کہیں کہیں صاحب لغات القرآن الفاظ کے معانی بیان کرنے پر ہی اکتفا نہیں بلکہ تشریح و توضیح میں بھی بہت دور تک چلے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے الفاظ کے معانی تلاش کرنے والے کو بہت سی زائد معلومات غیر مطلوب انداز میں ملتی ہیں۔ اس سے معلومات میں اضافہ تو یقیناً ہوتا ہے تاہم قاری کی طبیعت پر کچھ زائد از ضرورت بوجھ بھی پڑتا ہے۔ مثلاً موصوف نے لفظ اسمٰعیل کے ذیل میں طویل بحث کی ہے۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کا پورا واقعہ تفصیل سے درج کیا ہے جو تقریباً سات صفحات تک ممتد ہے۔ اصل مقصود یعنی اس لفظ کی نشان دہی سب سے آخر میں اس طرح مندرج ہے: پ ۱/۱۵-۱٦ - پ ۳/۱۷ - پ ٦/۳ - پ ۷/۱٦ - پ ۱۳/۱۸ - پ ۱٦/۷ - پ ۱۷/٦ - پ ۲۳/۳ -[۸]

ظاہر ہے ایسے مقامات پر لغات القرآن محض قرآنی لغت نہیں بلکہ قرآنی تفسیر محسوس ہوتی ہے۔ جب کہ لغت القرآن کے طالب کا مقصود تو صرف الفاظ قرآنی کی لغوی بحث تک ہی محدود ہوتا ہے۔ اس جگہ ہم یہ بات ضرور کہہ سکتے ہیں کہ صاحب لغات القرآن اپنے اس ادعا میں ضرور کامیاب رہے ہیں کہ:

> ''ان شاء اللہ تعالیٰ عوام کے لیے الفاظ کا ترجمہ، متوسطین کے لیے ماخذ اشتقاق، صیغوں کا تعین اور معانی کی ضروری تشریح و تفصیل اور خواص کے لیے اس کے علمی مباحث دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ ایک مدرس اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر قرآن مجید کا درس دے سکتا ہے۔ ایک طالب

علم اس کے ذریعہ استاد کے دیے ہوئے قرآنی سبق کو اچھی طرح یاد کرسکتا ہے اور ایک عام آدمی اس کے مطالعہ سے اپنی فہم کے مطابق قرآن مجید کو بخوبی سمجھ سکتا ہے''۔۹

لیکن اس صورت میں اس کتاب کو محض لغات القرآن کا نام دینا شاید درست نہ ہو۔ کیونکہ یہ نام کتاب کے اہداف کو محدود کر دیتا ہے۔ جب کہ کتاب کے مندرجات اس حد بندی کی پابندی نہیں کرتے۔

لغات القرآن (مؤلفہ غلام احمد پرویز)

یہ لغت چودھری غلام احمد پرویز کی تصنیف ہے۔ آپ پاکستان میں اس مکتب فکر کے سرخیل خیال کیے جاتے ہیں جو اہل قرآن کہلاتا ہے اور حدیث رسول کو روایات قرار دیتا ہے۔ قرآن کی تشریح وتفسیر میں احادیث کو حجت خیال نہیں کرتا۔ اسی لیے اس کتاب کے سرورق پر یہ تحریر مندرج ہے۔

لغات القرآن-قرآنی مطالب کا انسائیکلوپیڈیا

جس میں قرآن کریم کے تمام الفاظ کے معانی ومطالب مستند کتب لغت کی بنیاد پر اس انداز سے متعین کیے گئے ہیں کہ قرآن جو تصورات پیش کرتا ہے ان کا مکمل نقشہ سامنے آجائے اور اس کا صحیح مفہوم سمجھنے میں کوئی الجھاؤ پیدا نہ ہو۔۱۰

اس کتاب کو ادارہ طلوع اسلام، ۲۵-بی، گلبرگ، لاہور نے شائع کیا۔ جو اس تحریک کا مرکز رہا ہے اور اب بھی ہے۔ یہ لغت پہلی مرتبہ مارچ ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئی۔

اس کتاب کے آغاز میں عربی گرامر کے کچھ بنیادی قواعد مندرج ہیں۔ اس کے بعد قرآن مجید میں مستعمل الفاظ کی فہرست دی گئی ہے اور ان الفاظ کے سامنے اس لفظ کا مادہ اشتقاق بھی لکھ دیا گیا ہے۔ تاکہ کسی لفظ کو تلاش کرنے والے شخص کے لیے اس لفظ کو ڈھونڈنا آسان ہو سکے۔ عربی گرامر کی بحث صفحہ ا سے لے کر صفحہ ۳۷ تک پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن عربی گرامر کی بحث سے قبل ۳۴ صفحات پر مشتمل پیش لفظ لکھا گیا ہے۔ جس میں قرآن

کریم کے معانی و مفہوم کو متعین کرنے کے طریق کار پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ جس کا خلاصہ صاحب کتاب ہی کے الفاظ میں اس طرح بیان ہوا ہے:

"(ا) سب سے پہلے متعلقہ لفظ کے مادہ کو دیکھا جائے کہ اس کا بنیادی مفہوم کیا ہے اور خصوصیت کیا۔ اس مادہ کی شکلیں کتنی ہی کیوں نہ بدلیں، اس کی خصوصیت کی روح بالعموم ہر پیکر میں جھلکتی رہے گی۔

(ب) اس کے بعد دیکھا جائے کہ صحرانشین عربوں کے ہاں اس لفظ کا استعمال کس کس انداز میں ہوتا تھا۔ ان کے استعمال کی محسوس مثالوں سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ ان کے ہاں اس مادہ کا تصور (Concept) کیا تھا۔ واضح رہے کہ جب تک تصورات (Concepts) کا تعین نہ کیا جائے، الفاظ کا صحیح مفہوم سمجھ میں نہیں آسکتا۔ یہ وہ بنیادی اصول ہے جس پردور حاضر میں (Semantics) نے بڑی عمدہ روشنی ڈالی ہے۔ علم اللسان کے اس شعبہ کا مطالعہ، الفاظ کی روح تک پہنچنے میں بڑا ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

(ج) اس کے بعد یہ دیکھنا چاہیے کہ قرآن کریم میں وہ لفظ کس کس مقام پر آیا ہے اور اس نے اسے کس کس رنگ میں استعمال کیا ہے۔ ان مقامات سے اس لفظ کا قرآنی تصور (Quranic Concept) سامنے آجائے گا۔

(د) سب سے بڑی چیز یہ کہ قرآن کریم کی پوری تعلیم کا مجموعی تصور سامنے ہونا چاہیے اور اس بنیادی اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اس سے مفردات اور اصطلاحات کا مفہوم اس کی مجموعی تعلیم کے خلاف نہ جائے۔ اس لیے کہ قرآن کا دعویٰ ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ ذہن کو خارجی اثرات سے الگ رکھ کر قرآن کا مطالعہ خود قرآن کی روشنی میں کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نور (روشنی) کہا ہے اور روشنی اپنے آپ کو دکھانے کے لیے خارجی مدد کی محتاج نہ ہوتی"۔[11]

اس جگہ یہ بات خاص طور پر محل نظر ہے کہ صاحب کتاب اس بات کا دعویٰ تو

کرتے ہیں کہ ذہن کو خارجی اثرات سے الگ رکھ کر قرآن کا مطالعہ خود قرآن کی روشنی میں کیا جائے لیکن اس دعوے کے باوجود خود اس کی پابندی نہیں کرتے بلکہ خارجی اثرات کی بجائے اپنے ذاتی تاثرات کو قرآنی الفاظ کی تعیین میں شامل کرتے چلے جاتے ہیں۔ جو بذات خود خارجی اثر ہے۔ مثلاً وہ لفظ زکوٰۃ کی توضیح میں لکھتے ہیں:

''قرآن کریم میں اقیموا الصلوۃ و آتوا الزکوۃ کے الفاظ بار بار آئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآنی نظام کے یہی دو ستون ہیں۔ اقامت صلوٰۃ کے مفہوم کے لیے (ص-ل-و کے عنوان میں) ''صلوٰۃ'' کا لفظ دیکھیے۔ اس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس سے مراد ہے ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا جس میں افراد معاشرہ، قوانین خداوندی کا اتباع کرتے، اپنی منزل مقصود تک پہنچیں۔ اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کا معاشرہ قائم کرنے سے مقصود کیا ہے؟ مقصود ہے ''ایتائے زکوٰۃ''۔ ایتاء کے معنی ہیں دینا۔ اور (جیسا کہ آپ اوپر دیکھ چکے ہیں) زکوٰۃ کے معنی ہیں نشو و نما۔ یعنی نوع انسانی کی نشو و نما (Growth) تا (Development) کا سامان بہم پہنچانا۔ اس ''نشو و نما'' میں انسان کی طبعی زندگی کی پرورش اور اس کی ذات کی نشو و نما دونوں شامل ہیں۔ سورۃ حج میں ہے کہ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّٰهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَآتَوُا الزَّكَوٰةَ (۲۲/۴۱) ''یہ (جماعت مومنین) وہ لوگ ہیں کہ جب انھیں زمین میں اقتدار حاصل ہوگا تو یہ اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کریں گے''۔ یعنی اسلامی مملکت کا فریضہ ''ایتائے زکوٰۃ'' ہوگا۔ یعنی دوسروں کی نشو و نما دینا۔ اپنے افراد معاشرہ اور دیگر نوع انسان کی نشو و نما کا سامان بہم پہنچانا۔ اسی کے متعلق دوسرے مقام پر یہ ہے کہ مومن وہ ہیں ھم للزکوٰۃ فاعلون (۲۳/۴) جو زکوٰۃ (یعنی نوع انسانی کی نشو و نما) کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے مملکت اسلامی (یا نظام خداوندی) اپنے اس عظیم فریضہ (نوع انسان کو نشو ونما بہم پہنچانے کے فریضہ) کو سرانجام کس طرح دے گی؟ ظاہر ہے کہ اس مقصد کے لیے (اولاً) ذرائع پیداوار مملکت کی تحویل میں رہیں گے تا کہ وہ رزق کی تقسیم لوگوں کی ضرورت کے مطابق کر سکے۔ اور (دوسرے یہ کہ) افراد معاشرہ جو کچھ کمائیں وہ اسے اس طرح رکھیں کہ مملکت اس میں سے جس قدر ضرورت سمجھے، ''ایتائے زکوٰۃ'' (دوسروں کی نشو ونما) کے لیے لے لے۔ اس مقصد کے لیے قرآن کریم نے نہ کوئی شرح مقرر کی ہے نہ نصاب۔ اس میں سوال ضرورت پوری کرنے کا ہے۔ حتّٰی کہ اس ضمن میں یہ بھی کہہ دیا کہ جو کچھ افراد کی ضرورت پورا ہونے کے بعد بچ جائے، عندالضرورت وہ سب کا سب مملکت کی تحویل میں لیا جاسکتا ہے۔ (دیکھیے ۲/۲۱۹)۔ اس نقطۂ نگاہ سے دیکھیے تو مملکت اسلامی کی تمام آمدنی ''ایتائے زکوٰۃ'' کے مقصد کو پورا کرنے کا ذریعہ ہوگی''۔[۱۲]

اسی طرح موصوف ج-س-د کے تحت لفظ اَلْجَسَدُ کی بحث میں لکھتے ہیں:

''حضرت سلیمانؑ کے بیٹے کو (جو جہانبانی کی اہلیت نہیں رکھتا تھا) جسداً کہا ہے (۳۸/۳۴)۔ یعنی محض گوشت کا لوتھڑا۔ بلکہ صرف دابۃ (۳۴/۱۴)۔ تورات میں (حضرت سلیمانؑ کے اس بیٹے ابعام کے متعلق) ہے:

> ''اور ابعام کی سلطنت کے پانچویں برس ایسا ہوا کہ مصر کے بادشاہ سیق نے یروشلم پر چڑھائی کی اور اس نے خداوند کا خزانہ اور بادشاہ کے گھر کا خزانہ لوٹ لیا۔ (نیز) ...... حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں ایک شخص یربعام نامی نے حیا کاھن کے ساتھ مل کر آپ کی سلطنت کے خلاف سازشیں کی تھیں۔ اُس وقت تو وہ اپنی مساعی میں کامیاب نہ ہوسکا لیکن ابعام کے عہد میں اس نے بڑی قوت حاصل کرلی اور بنی اسرائیل کے دس اسباط کو اپنے ساتھ ملا کر ابعام کو شکست دی۔ اس نے بیت المقدس کے ہیکل کے مقابلے میں وہ بت خانے تعمیر کرائے جہاں سونے چاندی

کے بتوں کی پرستش ہوتی تھی''۔ (سلاطین ۱/۱- باب ۱۴؛۱۲؛۱۱)

حضرت سلیمانؑ کا یہی بیٹا (جانشین) ہے جسے قرآن کریم نے جیتے جاگتے انسان کے بجائے ''جسد'' محض گوشت پوست کا مرکب کہہ کر اس کی نا اہلی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آیت (۳۴/۳۸) سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو اپنی زندگی ہی میں اس کا احساس تھا اور انھوں نے خدا سے دعا کی تھی کہ مملکت تخریبی اثرات سے محفوظ رہے''۔۱۳؎

یہاں صاحب لغت نے جسداً کے معانی متعین کرنے کے لیے خود تورات کے متعین کردہ معانی کو صحیح قرار دیا حالانکہ تورات سے مدد لینا بذات خود خارجی اثرات کا حصہ ہے۔

اس قسم کی مثالیں پوری لغت میں جابجا موجود ہیں۔ جس سے صاحب لغات القرآن کا اپنی سوچ وفکر میں خارجی اثرات سے متاثر ہونے کا تاثر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ چونکہ یہ مثالیں ایک جگہ نہیں بلکہ پوری کتاب میں جابجا موجود ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتاب محض کتاب لغت نہیں بلکہ کچھ ذاتی فکر وسوچ کے فروغ کی کتاب بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ پرویز کی لغات القرآن اگرچہ اپنے موضوع کی اہم کتاب ہے جس میں انھوں نے خاصی عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ تاہم یہ بات اپنی جگہ وزن رکھتی ہے کہ موصوف بہت سے مقامات پر تواتر تفسیر سے پہلو تہی کرتے محسوس ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ صحرا نشین عربوں کے ہاں کسی لفظ کے معنیٰ کو بنیاد کی حیثیت دینے کی بات کہتے ہیں، دوسری طرف وہ صحابہ کرام نے کسی لفظ کے معنیٰ کو کس انداز میں لیا ہے، اس سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اس تواتر سے بھی پہلو تہی کرتے نظر آتے ہیں جو چودہ صدیوں سے متداول بھی ہے اور مسلم بھی اور صحرا نشین بدوی کی تتبع میں دور تک نکل جاتے ہیں۔ حتّٰی کہ رسالت مآب ﷺ سے منقول جو معنی متعین ہیں ان کی بھی پیروی نہیں کرتے۔

لغات القران (مؤلفہ عزیز احمد)

یہ عزیز احمد کی تالیف ہے۔ جس کو ادارہ لغات القرآن سٹیلائیٹ ٹاؤن راول پنڈی نے شائع کیا ہے۔ یہ مکمل قرآن کی لغات پر محیط نہیں ہے بلکہ صرف سورۃ الفاتحہ اور تیسویں پارہ میں مستعمل الفاظ پر مشتمل ہے۔ آغاز میں ابتدائی بنیادی عربی صرف ونحو کے قواعد بیان کیے گئے ہیں۔ سورۂ فاتحہ کے خواص و فضائل اور تیسویں پارے کی سینتیس سورتوں کا تعارف بھی شامل ہے۔ اس طرح یہ محض لغت قرآن کے ساتھ ساتھ قرآن کی مختصر تفسیر وتشریح بھی ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں ان کو پروفیسر حافظ محمد یوسف مرحوم کا تعاون بھی حاصل رہا جو مدت العمر لائلپور (فیصل آباد) اور پھر راولپنڈی میں اسلامیات کے پروفیسر رہے۔

لسان القرآن (محمد حنیف ندوی)

یہ کتاب مولانا محمد حنیف ندوی کی تالیف ہے۔ جو اہل حدیث مکتب فکر کے نمائندہ ہیں۔ لسان القرآن پہلی مرتبہ ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی۔ جسے معروف علمی ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے اہتمام سے شائع کیا۔ مولانا حنیف ندوی نے لسان القرآن میں قرآنی الفاظ کے معانی کے تعین کے لیے تین پیمانے مقرر کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''ہمارے نزدیک فکر و تدبر کے تین پیمانے ہیں جو قرآن فہمی کے لیے از حد ضروری ہیں۔

۱- عصر نبوت کا استحضار

۲- زبان عربی پر کامل عبور

۳- قرآن حکیم سے بدرجہ غایت محبت وشفقت''۔[۱۴]

عصر نبوت کے استحضار کا مطلب اس دور کو سامنے رکھنا ہے جب قرآن نازل ہو رہا تھا اور ایک معیاری معاشرہ کی تشکیل کر رہا تھا۔

انھوں نے جن کتب سے استفادہ کیا ان میں تاج العروس، لسان العرب، مقائیس اللغۃ، اساس البلاغۃ اور مفرداتِ امام راغب سرفہرست ہیں۔

ان کا طریق کار یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے ہر لفظ کے مادہ کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس کے مشتقات او رطرق استعمالات و محاورات کو بیان کرتے ہیں اور اس کے بعد متعین اور راجح معانی کو واضح کرتے ہیں۔

انھوں نے جس تفسیری ادب کو سامنے رکھا، جن کتب سے مدد لی ان میں ابوالفراء اسماعیل ابن کثیر کی تفسیر القرآن جسے عموماً تفسیر ابن کثیر کہا جاتا ہے اور تفسیر کبیر علامہ رازی، زمخشری کی کشاف زیادہ راجح ہیں۔ ایک اور بات انھوں نے لکھی جو ان کے فکری حصار کا بھی پتہ دیتی ہے۔ نیز ان کی فکری آزادی کی نشان دہی بھی کرتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''ہم ڈرتے ڈرتے اس حقیقت کے اظہار میں بھی کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ صوفیاء کبار، اہل اللہ اور ائمہ اہل بیت نے کہیں کہیں جو تفسیر وتعبیر کے جام وسبو چھلکائے ہیں ان کو بھی ہم نے چکھا اور برتا ہے''۔ ۱۵

مولانا محمد حنیف ندوی اپنی کتاب لسان القرآن میں مآخذات کے چار مدارج قائم کرتے ہیں۔

۱- کتاب وسنت کی تصریحات
۲- صحابہ کرام وتابعین سے منقول توضیحات
۳- آیت کا سیاق وسباق
۴- مستند تفاسیر وکتب احادیث
۵- کتب لغت

اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

> ''لسان القرآن کی ترتیب میں ہم نے مآخذ سے اس نہج پر استفادہ کیا ہے کہ اولاً زیر بحث لفظ کے بارے میں قرآن وسنت کی تصریحات پر نظر

ڈالی جائے۔اس کے بعد یہ دیکھا جائے کہ صحابہ وتابعین سے اس لفظ کی تفسیر وتوضیح کے سلسلے میں کیا منقول ہے اور خدانخواستہ اگر صحابہ وتابعین سے بھی جستجو کے باوجود کوئی واضح اور متعین مفہوم سمجھ میں نہ آئے تو آیت کے سیاق وسباق سے رہنمائی حاصل کی جائے اور اس امر کی چھان بین کرلی جائے کہ یہ قرآن حکیم میں کہاں کہاں اور کن معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ مزید برآں ہم نے زیر غور تشریح کے ضمن میں مستند تفاسیر، کتب احادیث اور امہات لغت سے بھی خاصی مدد لی ہے''۔[۱۶]

عصر نبوت کے استحضار کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ نزول قرآن کے زمانے کے حالات و واقعات کو سامنے رکھنا۔ کیونکہ وہ زمانہ اور قرآن آپس میں چولی دامن کا ساتھ رکھتے ہیں۔ اس لیے دونوں کے باہم تعلق اور ماحول کو سامنے رکھے بغیر قرآن فہمی ممکن ہی نہیں رہتی۔ اسی طرح عربی زبان پر کامل عبور ضروری ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

''عربی زبان پر عبور کے معنی یہ ہیں کہ اہل علم یہ جان سکیں کہ قرآن جس زبان میں نازل ہوا ہے اس کا مزاج کیا ہے۔ اس کا صرف کیا ہے اس کی نحو کا انداز کیا ہے اور وہ احکام، عقائد اور مسائل کو کس نہج سے پیش کرتا ہے، اس میں تشبیہ، استعارہ اور کنایہ کا کہاں کہاں استعمال ہوا ہے۔ یہ واضح رہے کہ جب تک ہم زبان دانی کی اُس سطح پر آشنائی پیدا نہیں کرتے جس پر قرآن کریم اپنے مخصوص اسلوب اور پیرایۂ بیان کے لحاظ سے فائز ہے اور اس زبان کے تیور اچھی طرح سمجھ نہیں پاتے، قرآن حکیم کے مطالب ودقائق تک ہماری رسائی ممکن نہیں''۔[۱۷]

وہ مزید لکھتے ہیں:

''عربی زبان کی اہمیت، عظمت اور طرف طرازیوں کو جاننا ہمارے نزدیک اس لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان کو صرف قالب یا فہم ادراک کا ایک ذریعہ اظہار ہی قرار نہیں دیتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن

حکیم میں مطالب و معانی کا جو بحرِ بے کراں موجزن ہے اس کو عربی کے
سوا کسی دوسری زبان میں ادا ہی نہیں کیا جا سکتا ہے"۔ ۱۸

فاضل مؤلف لسان القرآن میں ان مذکورہ مدارج کا خوب خیال رکھتے نظر آتے ہیں اور کسی لفظ کے معانی متعین کرتے ہوئے ان مدارج سے باہر نہیں نکلتے۔ چنانچہ لفظ جسد کی بحث میں لکھتے ہیں:

"وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَداً ثُمَّ أَنَابَ" (ص/۳۴) (اور ہم نے سلیمان کو امتحان میں ڈالا اور ہم نے ان کے تخت پر ایک ادھورا جسم لا ڈالا۔ پھر انھوں نے اللہ کی طرف رجوع کیا)۔

اس آیت کی تفسیر میں سلف سے متعدد روایات مذکور ہیں جو سراسر اسرائیلیات کے قبیل سے ہیں اور ایسی ہیں کہ جن سے نبوت کا تصور بُری طرح مجروح ہوتا ہے۔ چنانچہ ابن کثیر، ابن حزم، قاضی عیاض، علامہ عینی اور دوسرے ائمہ احادیث و تفسیر نے انہیں خرافات قرار دیا ہے۔ قرآن حکیم سے صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ اس واقعہ کا تعلق حضرت سلیمان کی آزمائش و ابتلا سے تھا اور جونہی حضرت سلیمان کو اس آزمائش میں اپنی اجتہادی خطا پر تنبہ ہوا، آپ بارگاہِ الٰہی میں جھک گئے اور مغفرت چاہی۔

اس آزمائش کی تفصیلات نہ قرآن نے بیان کیں ہیں اور نہ احادیث میں اس کا کوئی تذکرہ ملتا ہے۔ اس لیے صرف اس نکتہ پر اکتفا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرّبین کو طرح طرح سے آزماتا رہتا ہے اور یہ مقربین ایسے ہیں کہ اگر ان سے اس اثنا میں کوئی بھول چوک ہو جائے تو مغفرت، توبہ اور انابت الی اللہ سے اس کی تلافی کا اہتمام کرتے ہیں"۔ ۱۹

انوار البیان فی حل لغات القرآن (مؤلفہ علی محمد)

یہ کتاب علی محمد صاحب کی تالیف ہے۔ موصوف پاکستان سول سروس سے متعلق رہے اور بطور ایڈیشنل کمشنر ریٹائر ہوئے۔ سرکاری مصروفیات سے سبکدوش ہونے کے بعد

انھوں نے یہ علمی کام سرانجام دیا۔ مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عربی زبان وادب میں خاصی دسترس کے حامل ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۹۵ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔ مؤلف لکھتے ہیں کہ ''یہ کتاب قرآن مجید کے ان طالب علموں کے لیے لکھی گئی ہے جو زبان عربی کا کم از کم ابتدائی علم رکھتے ہوں اور صرف ونحو کی مبادیات سے واقف ہوں اور اس سلسلہ کی مزید معلومات کے خواہش مند ہوں۔ یہ کتاب نہ صرف ان کو قرآنی عبارت کے مختلف الفاظ اور جملوں کی تعلیل صرفی اور ترکیب نحوی میں مددگار ثابت ہوگی بلکہ ربط و آیات میں بھی معاونت کرے گی''۔

ہماری دانست میں مؤلف اپنے اس دعوے میں بہت حد تک کامیاب رہے ہیں۔ یوں بھی عام لغات میں صرفی ونحوی بحث نہیں کی جاتی، صرف معانی پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ جس سے عموماً طالب علم الفاظ کی صحیح تفہیم سے عاری رہتا ہے۔ جب کہ قرآن فہمی کے لیے صرفی ونحوی مفہوم کا جاننا ضروری ہے۔ محض لفظی معنیٰ کا علم قرآن فہمی کے لیے کافی نہیں۔ اس لحاظ سے مذکورہ کتاب محض کتاب لغت نہیں اور نہ ہی محض ترجمہ و تفسیر بلکہ ان تینوں کا مختصر مجموعہ ہے۔ شاید اسی وجہ سے مؤلف نے اس کا نام انوار البیان فی حل لغۃ القرآن رکھا ہے۔

مؤلف نے کتاب میں اصول یہ رکھا ہے کہ وہ پہلے سورۃ کا نمبر پھر آیت کا نمبر اس کے بعد جملہ یا الفاظ کا حوالہ دیتے ہیں۔ مثلاً ۳-۱۹۹ اس میں ۳ سورۃ کا نمبر ہے جب کہ ۱۹۹ آیت ہے۔ یہی جدید تحقیق کا اصول بھی ہے۔ جسے مؤلف نے ملحوظ رکھا ہے۔

انوار البیان کے بارے میں بعض اہل علم کی تقاریظ بھی آغاز میں شامل کی گئی ہیں۔ ان کے مطابق مفتی مبشر احمد استاد حدیث کہتے ہیں کہ ''اس تالیف کو بندہ نے حرفاً حرفاً پڑھا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ یہ تالیف موجودہ دور کے اردو تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے نہایت ہی مفید ہے''۔ سرگودھا یونیورسٹی کے وائس چانسلر جو خود عربی زبان وادب کے مسلّم استاد ہیں ان کی رائے ہے کہ ''یہ کتاب صرف منتہی حضرات کے استفادہ کے لیے ہے۔ اس سے عام قاری کی بجائے وہی استفادہ کر سکتا ہے جو عربی زبان وادب سے بنیادی واقفیت

رکھتا ہو۔ ایک شخص جس نے عربی گرامر کبھی نہیں پڑھی اس کے لیے قواعد یا حذف یا الفاظ کے باہم مقلوب ہونے یا تقدیم و تاخیر کی بحثیں چنداں مفید نہیں"۔

ان دونوں اہل علم کی آراء کو کتاب کے مندرجات کے حوالے سے پیش نظر رکھا جائے تو دوسری رائے زیادہ وقیع نظر آتی ہے۔ کیونکہ صرفی ونحوی تحلیل کا فائدہ اصلاً اسی شخص کو ہوتا ہے جو بنیادی عربی گرامر کے اصول سے واقف ہو۔

انوار البیان میں قرآن مجید کی سورتوں اور پاروں کی ترتیب سے معانی بیان کیے گئے ہیں جب کہ دیگر عام لغات میں ایسا نہیں۔ مثلاً لغات القرآن پرویز میں ہر لفظ کا مادہ تلاش کر کے اس مادہ کے تحت معانی دیے گئے ہیں۔ انوار البیان میں سورتوں کی ترتیب کا لحاظ ہے۔ اس طرح قاری کے لیے تلاش نسبتاً آسان ہوتی ہے۔

حصہ دوم کے آخر میں موصوف نے روایتی انداز میں قرآن مجید کے رموز و اوقاف، منازل قرآن درج کیے ہیں۔ قرآن مجید کی سورتوں کی تعداد بلحاظ پارہ لکھی ہے لیکن جانے کیوں سورۃ انشراح کے بعد اگلی سورتوں کا اندراج نہیں ہے۔ پھر قرآن مجید کی ترتیب سورتوں کے مطابق لکھی ہے۔ یہ سارا حصہ تحصیل حاصل ہی لگتا ہے۔ البتہ انھوں نے قرآن مجید کی ترتیب نزولی کا آخر میں اندراج کیا ہے۔ لوح پر لکھا ہے ترتیب نزول مرتبہ علمائے ازھر۔ اس عنوان کے نیچے پہلے مکی سورتوں کی نزولی ترتیب کو درج کیا ہے، جس میں ۸۶ سورتیں ہیں اور پھر مدنی سورتوں کو ترتیب نزولی کے مطابق لکھا ہے۔ جن کی تعداد ۲۸ ہے لیکن اس سلسلے میں ان کا ذریعہ اطلاع کیا ہے اس کا تذکرہ نہیں ہے۔ ماسوائے اس کے کہ آغاز میں مرتبہ علمائے ازہر کہہ دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مہمل حوالہ ہے۔ جس کا صحیح ماخذ بتلانا ضروری تھا۔

قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی، اردو) (مؤلفہ عبداللہ عباس ندوی)

یہ کتاب ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی کی تالیف ہے جو ایک عرصہ جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں درس و تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ موصوف نے اصل کتاب

انگریزی بولنے والوں کے لیے لکھی تاہم اس کا ترجمہ پروفیسر عبدالرزاق نے کیا ہے۔ جسے دارالاشاعت اردو بازار کراچی نے پاکستان میں شائع کیا ہے۔ کتاب کی لوح صدر پر یہ عبارت لکھی ہے۔

''قرآن کریم کی یہ لغت جذری ترتیب اور معنوی سیاق کے مطابق بشمول صرفی ونحوی ایضاحات اور مشہور مقامات اور شخصیات کی تفصیل کے ساتھ ترتیب دی جانے والی یہ لغت قرآن فہمی کے لیے ان شاء اللہ بڑی مددگار ہوگی''۔ ۲۰

یہ لغت بڑی مفید ہے۔ اس میں الفاظ کے مختصر معانی کے ساتھ ساتھ صرفی اور نحوی تراکیب کی وضاحت بھی موجود ہے اور غیر ضروری تشریح وتفصیل سے اجتناب کرتے ہوئے لغت قرآنی کے ہدف کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ مثلاً لفظ تبتل باب تفعل ۔فعل امر۔ واحد مذکر حاضر۔ وقف ہوجانا۔ دنیا سے منقطع ہونا۔ ۲۱

اسی طرح یَجْهَلُون (فعل مضارع جمع مذکر غائب) وہ جہل کرتے ہیں۔ ۲۲

اس قاموس میں قاری کو مطلوب معلومات ایک ہی جگہ آسانی سے مل جاتی ہیں اور کسی بھی لفظ کے معانی معلوم کرنا اور متعین کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ قرآن مجید میں وہ لفظ کس کس جگہ استعمال ہوا ہے، صاحب کتاب اس بات کی نشان دہی نہیں کرتے۔ البتہ کسی کسی جگہ ایک آدھ آیت کا تذکرہ ضرور کردیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قرآنی لغت کے حوالے سے یہ بات مقصود بھی نہیں۔ کسی بھی لفظ کے معانی معلوم کرنے والا شخص صرف و نحوی بحث کے ساتھ صرف معانی کا ہی متلاشی ہوتا ہے۔ اس کی مثال ملاحظہ ہو۔ صاحب کتاب لفظ سَلَّطَ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سَلَّطَ باب تفعیل (فعل ماضی واحد مذکر غائب) اس نے مسلط کردیا۔

سَلَّطَ باب تفعیل تَسْلِیْطاً مسلط کرنا۔

سَلِطَ یَسْلَطُ سَلاطَةٌ (س) مضبوط ہونا۔ سخت ہونا۔ تیز ہونا۔

وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَیْکُمْ (۹۰/۴)

اور اگر خدا چاہتا تو ان کو تم پر غالب کر دیتا۔

یُسَلِّطُ باب تفعیل (فعل مضارع واحد مذکر غائب) وہ مسلط کرتا ہے۔

سُلْطَانٌ (اسم) اختیار-اقتدار-حکومت-بس-قابو۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ (۴۲:۱۵)

جو میرے مخلص بندے ہیں ان پر تجھے کچھ قدرت نہیں ہے۔

(۲) صریح دلیل-برہان

اَمْ لَکُمْ سُلْطَانٌ مُّبِیْنٌ (۱۵۶:۳۷)

یا تمہارے پاس کوئی صریح دلیل ہے۔

سُلْطَانِیَہ (سُلْطَانِ +یُ +ہٗ)

میرا اقتدار حکومت صرف وزن کے لیے ہے۔

ھَلَکَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَہْ (۶۹:۲۹)

میری سلطنت خاک میں مل گئی۔[۲۳]

اس قاموس کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ الفاظ کی تلاش میں مادہ اور اشتقاق کا علم ضروری نہیں۔ الف بائی طریقہ پر الفاظ کو مرتب کیا گیا ہے۔ جس سے عام شخص بھی کسی لفظ کو آسانی سے تلاش کر لیتا ہے۔ اسے کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ چونکہ الفاظ کے مادہ اور اشتقاق کا علم بھی اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے اس لیے صاحب کتاب نے آخری حصہ میں الفاظ کے مادے اور اصلی حروف کے عنوان سے الفاظ کے مادّوں کا مفصل تذکرہ لکھ دیا ہے جو صفحات ۴۷۱ سے لے کر ۵۲۰ تک پھیلا ہوا ہے۔ مجموعی طور پر یہ قاموس اچھی اور مفید کاوش ہے۔

قاموس القرآن-مکمل و مستند قرآنی ڈکشنری (مؤلف قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی)

یہ قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی کی تالیف ہے۔ جو کافی عرصہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں تفسیر کے استاد رہے۔ یہ قاموس انھوں نے تقریباً پون صدی پیشتر لکھی تھی۔ جو ۱۳۷۳ھ بمطابق ۱۹۵۴ء میں پہلی مرتبہ ہندوستان میں شائع ہوئی۔ قاموس

القرآن پاکستان میں ۱۹۹۴ء میں طبع ہوئی۔ گویا اپنی طباعت اوّل سے نصف صدی بعد اس کو پاکستان میں شائع کیا گیا ہے۔ اس کی اشاعت کا اہتمام دارالاشاعت کراچی نے کیا ہے۔ آغاز میں برصغیر پاک و ہند کے مشاہیر اہل علم کی آراء دی گئی ہے۔ ان مشاہیر میں ڈاکٹر ذاکر حسین سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، شاہ معین احمد ندوی، مولانا محمد عثمان فارقلیط، مولانا محمد وارث کامل مدیر ''مدینہ'' بجنور، مولانا محمد عامر عثمانی مدیر تجلی دیوبند، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا ابوالحسن علی ندوی اور قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابر شامل ہیں۔

قاضی زین العابدین مولف قاموس نے اس سے قبل عربی زبان کی لغت بیان اللسان کے نام سے لکھی تھی جسے علمی حلقوں میں خوب پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس پذیرائی کے بعد انھوں نے لغت القرآن کے حوالے سے قاموس القرآن کو مرتب کیا۔

یہ بات مسلم ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں قرآن مجید کا پہلا بامحاورہ اردو ترجمہ شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ نے لکھا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے لغات القرآن کے موضوع پر بھی ایک مختصر کتاب لکھی تاکہ اردو دان حضرات عربی زبان کے الفاظ سے شناسائی حاصل کر کے قرآن کے مفہوم تک پہنچ سکیں۔ چنانچہ مطبع مجتبائی دہلی کے منشی ممتاز علی میرٹھی نے ۱۲۹۸ھ میں جب مترجم قرآن شائع کیا تو اس کے حاشیہ پر اس لغات القرآن کو بھی طبع کیا۔

صاحب قاموس کے قول کے مطابق انھوں نے اپنی قاموس کی تیاری میں جن کتب سے زیادہ مدد لی ان میں القاموس المحیط للفیروزآبادی، صحاح العربیۃ للجوہری، مفردات القرآن امام راغب زیادہ قابل ذکر ہیں۔ تاہم وہ ان کے حوالے نہیں دیتے۔ البتہ جس جگہ وہ کسی لفظ کی تفسیر بحث کرتے ہیں وہاں ماخذ تفسیر کا ذکر ضرور کرتے ہیں۔ اس ضمن میں موصوف نے سب سے زیادہ حوالے علامہ شبیر احمد عثمانی کی تفسیر کے دیے ہیں۔

صاحب قاموس نے قرآنی الفاظ کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا ہے۔ اس لیے کسی بھی لفظ کی تلاش میں اس کا مادہ وغیرہ جاننے یا دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس

کے بعد آسان اردو زبان میں لفظ کے معنیٰ لکھے گئے ہیں۔ ساتھ ہی اس لفظ کی صرفی اور نحوی تشریح بھی کی گئی ہے اور اس بات کا التزام بھی کیا گیا ہے کہ ہر مشتق کا مصدر بھی دیا جائے۔ صیغہ کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔

موصوف کسی کسی جگہ طویل تشریحی نوٹ بھی دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ لغت محض قرآنی لغت نہیں بلکہ تفسیری لغت معلوم دیتی ہے۔ کیونکہ کسی کسی جگہ یہ نوٹ کئی کئی صفحات کو محیط ہیں۔ یہ نوٹ اگرچہ معلومات میں اضافے کا باعث تو بنتے ہیں تاہم ان کی وجہ سے یہ قاموس، قاموس کی بجائے اچھی خاصی تفسیر محسوس ہونے لگتی ہے۔ مثلاً لَاتُسْرِفُوْا کے ذیل میں لکھتے ہیں:

> ''(لَا) تُسْرِفُوْا : تم اسراف نہ کرو۔ اِسْرَاف سے مضارع جمع مذکر حاضر۔ امام راغبؒ لکھتے ہیں۔ اسراف کے معنی ہیں کسی کام میں حد سے تجاوز کرنا۔ اگرچہ انفاق (خرچ کرنا) میں حد سے تجاوز کرنے کے معنیٰ میں زیادہ مشہور ہے۔ یہ حد تجاوز مقدار کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے۔ یعنی ضرورت سے زیادہ خرچ کرے اور کیفیت کے اعتبار سے بھی بے موقع خرچ کرے۔ چنانچہ سفیان ثوری نے فرمایا ہے کہ مَا اَنْفَقْتَ فِي غَيْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ فَهُوَ سَرَفٌ وَاِنْ كَانَ قَلِيْلاً (جو کچھ تم طاعت اللہ کے سوا دوسرے موقعوں میں صرف کرو۔ وہ اگرچہ تھوڑا ہو پھر بھی اسراف ہے)۔ علامہ عثمانی لکھتے ہیں: (اسراف کی) کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً حلال کو حرام کرلے یا حلال سے گزر کر حرام سے بھی تمتع کرنے لگے یا اناپ شناپ بے تمیزی اور حرص سے کھانے پر گر پڑے۔ یا بدون اشتہا کھانے لگے یا ناوقت کھائے۔ یا اس قدر کم کھائے جو صحت جسمانی اور قوتِ عمل کے لیے کافی نہ ہو یا مضر صحت چیزیں استعمال کرے وغیرہ۔ لفظ اسراف ان سب امور کو شامل ہوسکتا ہے۔ اسی لیے بعض سلف نے فرمایا کہ ''خدا نے ساری طب آدھی آیت میں اکٹھی کردی''۔ [۲۴]

لغت القرآن Quranic Dictionary (مولفہ مفتی محمد نعیم)

اس کے مؤلف مفتی محمد نعیم ہیں جو جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی کے استاد ہیں۔اس لغت کو مکتبہ النور کراچی نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ اکتوبر ۲۰۰۷ء میں طبع ہوئی۔ اس لحاظ سے اپنے موضوع پر پاکستان میں چھپنے والی انتہائی Latest تالیف ہے۔حرف آغاز کے عنوان سے شروع میں قرآن مجید کی اہمیت پر توجہ دلائی گئی ہے۔ نیز اس بات پر تنبیہ بھی ہے کہ قرآن مجید کو محض اردو تراجم کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کرنا اور پھر اپنی رائے سے قرآنی مفہوم کو متعین کرنے کی کوشش کرنا عبث ہے۔جس سے مطلوبہ مقاصد بھی حاصل نہیں ہو پاتے نیز اس طرح قرآن کے اصل مقصود کو سمجھنے میں بھی غلطی کا امکان رہتا ہے۔ اس لغت میں مؤلف نے قرآنی الفاظ کو چار مختلف حصوں میں تقسیم کیا ہے۔جن کے عنوانات اس طرح ہیں۔

۱- کثیر الاستعمال قرآنی اسماء
۲- قلیل الاستعمال قرآنی اسماء
۳- کثیر الاستعمال قرآنی مصادر
۴- قلیل الاستعمال قرآنی مصادر

کثیر الاستعمال قرآنی اسماء میں انھوں نے ایسے الفاظ کو جمع کیا ہے جو گرامر میں اسم جامد کہلاتے ہیں۔مثلاً رَجُلٌ یہ ایسا اسم ہے جو نہ خود کسی سے مشتق ہے نہ ہی اس سے دوسرے اسماء نکلتے ہیں۔ اس مذکورہ حصہ میں ایسے اسماء کو شامل کیا گیا ہے جو قرآن مجید میں دس یا اس سے زائد مرتبہ استعمال ہوئے ہوں۔ اس کالم میں کل ۱۲۸ اسماء کا تذکرہ ہے۔ مؤلف نے الفاظ کی وضاحت کے لیے چار کالم بنائے ہیں۔ پہلے کالم میں قرآنی الفاظ دیے گئے ہیں۔ دوسرے کالم میں معانی ہیں۔ تیسرا کالم تعداد کے حوالے سے ہے۔ جتنی مرتبہ وہ اسم قرآن میں استعمال ہوا ہے، اس کالم میں وہ تعداد دی گئی ہے۔ چوتھے کالم میں قرآنی امثال دی گئی ہیں۔ یعنی ایسی کوئی ایک آیت جس میں وہ اسم استعمال ہوا ہو۔

دوسرا عنوان قلیل الاستعمال قرآنی اسماء کے بارے میں ہے۔ اس میں ایسے

اسمائے جامد دیے گئے ہیں جن کا استعمال قرآن مجید میں دس سے کم مرتبہ ہوا ہے۔ اس کے تحت ۵۰۸ الفاظ کی وضاحت دی گئی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ قرآن مجید میں ایسے ۵۰۸ الفاظ ہیں۔

تیسرا حصہ کثیر الاستعمال قرآنی مصادر پر ہے۔ اس میں ایسے مصادر تلاش کیے گئے ہیں جو قرآن مجید میں دس یا دس سے زیادہ مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد کافی زیادہ ہے جو کتاب کے صفحہ ۸۳ سے لے کر صفحہ ۱۵۸ تک ممتد ہے۔ اس حصہ میں پانچ کالم بنائے گئے ہیں جب کہ مذکور القبل دو حصوں میں کالم چار چار تھے۔ پہلے کالم میں مصدر کا تذکرہ ہے۔ دوسرے میں معانی دیے گئے ہیں۔ تیسرے میں تعداد دی گئی ہے یعنی وہ لفظ کتنی مرتبہ قرآن مجید میں استعمال ہوا۔ چوتھے کالم کا عنوان مصدر سے وجود میں آنے والے قرآنی صیغے ہیں۔ آخری کالم میں قرآن میں مستعمل ایک یا دو آیات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ مثالیں ملاحظہ ہوں:

مصدر	معنی	تعداد	مصدر سے وجو میں آنے والے قرآنی صیغے	قرآنی مثالیں
اُلإساءَۃُ (۲۵)	برائی کرنا گناہ کرنا	167	سَاءَ، تَسُوْ کُمْ، اَسَائُوْ، سِيِّءَ، لِيَسُوْءُ، اَسُوَءَ، مُسِيئُ، سَاءَ تُ، سِيِّئَتُ، سَيِّئَةٌ، سَيَّاتٌ، سُوْءًا،	وَيُكَفِّرُ عَنكُمْ مِنْ سَيِّاتِكُمْ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو مٹادے گا۔
الھبة (۲۶)	ہبہ کرنا	25	وَهَبَ، لِأَهَبَ، يَهَبُ، هَبْ، اِلْوَهَّابُ، وَهَبْتُ، وَهَبْنَا،	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ وَهَبَ لِىْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ (ابراہیم:۳۹) اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل واسحاق (علیہما السلام) عطا فرمائے۔

چوتھا اور آخری حصہ قلیل الاستعمال قرآنی مصادر پر ہے۔ اس کے تحت ایسے

مصادر تلاش کیے گئے ہیں جن کا استعمال قرآن مجید میں دس سے کم مرتبہ ہوا ہے۔ ایسے مصادر کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ یہ حصہ صفحہ ۱۵۹ سے لے کر صفحہ ۲۴۲ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس حصہ میں تیسرے حصہ کے مطابق کالم بندی کی گئی ہے۔ لغت القرآن کے آخری صفحات میں قرآنی اعداد کے تحت ان اعداد کا ذکر ہے جو قرآن میں استعمال ہوئے ہیں۔ ایسے اعداد کی تعداد ۴۶ ہے۔ اس حصہ میں بھی چار کالم ہیں۔ پہلے کالم میں عدد لکھا گیا ہے۔ دوسرے میں اس کے معنٰی، پھر تیسرے میں تعداد اور آخری کالم میں کسی بھی آیت سے حوالہ درج کیا گیا ہے۔ مثالیں ملاحظہ ہوں:

عدد	معنٰی	تعداد	حوالہ آیت
ثَلاثٌ (۲۷)	تین	21	ثَلاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ (نور/۵۸) (یہ تینوں وقت تمھاری (خلوت) اور پردے کے ہیں)۔
خُمُسٌ (۲۸)	پانچواں حصہ (۱/۵)	1	فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ (انفال/۴۱) (اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا ہے)۔

لغت قرآن پر آج تک جتنی کتب تحریر کی گئی ہیں ان سب میں یہ کتاب اچھوتے اور منفرد انداز میں لکھی گئی ہے اور بلا شبہ مؤلف کی بہترین کاوش ہے۔ پوری کتاب ۲۴۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ لیکن تمام الفاظ کا معنٰی و دیگر مفید معلومات کا حصر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کی وجہ سے کسی لفظ کے حوالے سے جملہ معلومات ایک ہی جگہ حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس سے قبل جتنی کتب لغت قرآنی کے حوالے سے لکھی گئیں وہ کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔ لیکن صاحب لغت القرآن نے تمام الفاظ قرآنی کی اس انداز سے درجہ بندی کی ہے کہ کتاب کا حجم بھی نہیں بڑھا اور جملہ معلومات بھی موجود ہیں۔ نفس مضمون کے حوالے سے باطنی محاسن کے ساتھ ساتھ کتاب کے ظاہر محاسن بھی خوب ہیں۔ دیدہ زیب طباعت، کاغذ انتہائی سفید و اعلیٰ، خوبصورت گرد وپیش، سرورق کا فنی حسن کتاب کی رعنائی اور دلچسپی میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔ علوم قرآنی کا ذوق رکھنے والے نیز کتابوں سے محبت کرنے والے حضرات کے لیے لغت القرآن بہت مفید ہے۔

حواشی و مراجع

۱- عبدالرشید نعمانی، لغات القرآن، مکتبہ حسن سہیل، ۱/۵

۲- لغات القرآن، ۱/۳۱ ۳- لغات القرآن، ۱/۳

۴- زین العابدین، سجاد میرٹھی، قاموس القرآن، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۹۴ء، ص ۱۰

۵- لغات القرآن، ۱/۶ ۶- لغات القرآن، ۱/۹۴

۷- لغات القرآن، ۱/۹۴ ۸- لغات القرآن، ۱/۹۵-۱۰۱

۹- لغات القرآن، ۱/۷

۱۰- غلام احمد پرویز، لغات القرآن، جلد اوّل/سرورق

۱۱- لغات القرآن، ۱/۱۷ ۱۲- لغات القرآن، ۱/۸۰۹-۸۱۰

۱۳- لغات القرآن، ۱/۴۳۱-۴۳۲

۱۴- محمد حنیف ندوی، لسان القرآن، ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۳ء، ۱/۱۹

۱۵- لسان القرآن، ۱/۳۳ ۱۶- لسان القرآن، ۱/۳۰-۳۱

۱۷- لسان القرآن، ۱/۲۵ ۱۸- لسان القرآن، ۱/۲۸-۲۹

۱۹- لسان القرآن، ۱/۳۴۸-۳۴۹

۲۰- عبداللہ عباس ندوی، قاموس الفاظ القرآن الکریم (سرورق)، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی

۲۱- قاموس الفاظ القرآن الکریم، ص ۴۲ ۲۲- قاموس الفاظ القرآن الکریم، ص ۷۸

۲۳- قاموس الفاظ القرآن الکریم، ص ۱۷۷ ۲۴- قاموس القرآن، محولہ بالا، ص ۱۴۶

۲۵- مفتی محمد نعیم، لغت القرآن، مکتبہ النور، کراچی، ۲۰۰۷ء، ص ۱۰۴

۲۶- لغت القرآن، ص ۱۵۸

۲۷- لغت القرآن، ص ۲۴۳

۲۸- لغت القرآن، ص ۲۴۴

☆☆☆